شاہد حسین رزاقی

تاریخِ چین کا نازک ترین دور

(۲)

۱۹۱۲ء کے جمہوری انقلاب کے بعد سن یات سین نے اپنی پارٹی تنگ منگ ہوئی کا نام بدل کر کومن تانگ رکھ دیا تھا۔ اور یہ پورے ملک میں بہت مقبول ہو گئی تھی۔ جب یوان شی کائی برسرِ اقتدار آیا تو کومن تانگ حزبِ اختلاف کا فرض انجام دینے لگی۔ مگر اس کی مقبولیت روز افزوں تھی اور پارلیمنٹ کے انتخابات میں اس نے اکثریت حاصل کر لی۔ یوان شی کائی اپنی آمریت برقرار رکھنا چاہتا تھا اور شہنشاہ بننے کا خواب بھی دیکھنے لگا تھا اس لیے وہ یہ گوارا نہ کر سکتا تھا کہ زمامِ اقتدار کومن تانگ کے ہاتھ میں چلی جائے۔ وہ اپنے سیاسی مخالفوں کو بڑی بے رحمی سے ختم کر دیتا تھا اور جب اس نے یہ دیکھا کہ اب کومن تانگ کی حکومت قائم ہو جائے گی تو اس نے سنگ چیاؤ جن کو جو پارٹی کا لیڈر اور متوقع وزیرِ اعظم تھا قتل کرا دیا۔ اس کے بعد کومن تانگ کو غیر قانونی جماعت بھی قرار دے دیا۔

یوان شی کائی کی ناکامی اور موت

جب سن یات سین جلاوطن ہوا تو اس نے جاپان میں پناہ لی اور وہاں ۱۹۱۴ء میں چنگ ہوا کیمن تانگ (چینی انقلابی پارٹی) کے نام سے ایک جماعت قائم کی تاکہ یوان شی کائی کی آمریت کو ختم کر کے چین میں جمہوری انقلاب کو کامیاب بنایا جائے۔ چنانچہ اس پارٹی کی ہدایات کے مطابق چین میں انقلابی تحریک جاری رکھی گئی اور سن یات سین کے حامی یوان شی کائی کا مقابلہ کرتے رہے۔

یوان شی کائی چین کا شہنشاہ بننے کے لیے راہ ہموار کر رہا تھا اور سامراجی اس کی ہر طرح سے مدد کر رہے تھے۔ اس کے خلاف جو تحریکیں اور بغاوتیں ہوئیں ان پر اس نے قابو پا لیا اور

یکم جنوری ۱۹۱۶ء اپنی تاجپوشی کی تاریخ مقرر کی لیکن چینی عوام اس کو قبول کرنے پر تیار نہ تھے۔ اس کے خلاف زبردست ہیجان پھیل گیا اور ین آن کے صوبہ میں فوج نے بھی بغاوت کردی، جس سے خوف زدہ ہو کر یوان شی کائی نے تاج پوشی کی تاریخ ملتوی کردی اور پھر یہ ارادہ منسوخ کرنے پر مجبور ہو گیا۔ لیکن سیاسی بحران ختم نہ ہوا بلکہ اس میں اضافہ ہی ہوتا گیا اور اسی دوران میں جون ۱۹۱۶ء میں یوان شی کائی مر گیا۔

جنگِ عظیم اور جاپان کے ۲۱ مطالبات

اگست ۱۹۱۴ء میں پہلی عالمی جنگ شروع ہو گئی اور یورپ کی سامراجی قومیں زندگی اور موت کی کشمکش میں اُلجھ گئیں۔ اس لیے چین کے حالات پر توجہ کرنا ان کے لیے دشوار ہو گیا۔ جاپان نے اس صورتِ حال سے پورا فائدہ اٹھایا۔ وہ اتحادی دول کا حلیف بن گیا اور چین کے اہم صوبے شان تنگ پر، جو جرمنی کا حلقۂ اثر تسلیم کیا گیا تھا قابض ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے جرمنی کے سیاسی اور معاشی حقوق و مفادات بھی حاصل کر لیے۔ جاپان کے عزائم بہت وسیع تھے اور وہ اس فکر میں تھا کہ یورپ کی دوسری اقوام کے زیر اثر علاقوں پر بھی اپنا تسلط قائم کر دے اور پورے چین کو اپنی نو آبادی بنا لے۔ مگر اس مقصد کی تکمیل میں امریکہ بہت بڑی رکاوٹ تھا۔

جاپان نے اپنے منصوبے پر عمل کرنے کی کوششیں جاری رکھیں۔ ۱۸ جنوری ۱۹۱۵ء کو جاپانی سفیر نے یوان شی کائی سے خفیہ ملاقات کی اور حکومتِ جاپان کی طرف سے ۲۱ مطالبات پیش کیے۔ ان میں سب سے اہم مطالبے یہ تھے کہ چین صوبۂ شان تنگ پر جاپان کا اقتدار تسلیم کر لے اور جنگ ختم ہونے کے بعد جرمنی سے جو معاہدہ ہو اس میں بھی شان تنگ پر جاپانی اقتدار کو تسلیم کیا جائے۔ جاپان کو شان تنگ اور دوسرے علاقوں میں ریلیں تعمیر کرنے کا حق دیا جائے۔ پورٹ آرتھر اور ڈائرن کی بندرگاہیں اور جنوبی منچورین ریلوے اور اس صوبے کی دوسری ریلیں جاپان کو ننانوے سال کے پٹے پر دی جائیں۔ جنوبی منچوریا اور اندرونی منگولیا میں جاپان کو سیاسی، معاشی اور فوجی نوعیت کی مراعات دی جائیں۔ نیز کان کنی اور ریلیں بنانے کا حق بھی دیا جائے۔ چین کے سب سے بڑے کارخانے چین اور جاپان کی مشترکہ ملکیت قرار دیے جائیں۔ چینی بندرگاہوں پر جاپان کا اقتدار تسلیم کیا جائے اور سوائے جاپان کے کسی اور قوم کو کوئی

بندرگاہ، ساحلی علاقہ یا جزیرہ پٹے پر نہ دیا جائے۔ چینی حکومت سیاسی، مالی اور فوجی امور کے لیے جاپانی مشیر مقرر کرے۔ بڑے شہروں کی پولیس کے لیے بھی جاپانی افسر رکھے جائیں۔ جاپان کو چین میں اسلحہ خانے قائم کرنے کا اختیار دیا جائے اور چین اپنی ضرورت کے لیے نصف اسلحہ جاپان سے خریدے۔

جاپان کے یہ مطالبات انتہائی سخت اور چین کے لیے تباہ کن تھے اور چینی حکومت کئی ماہ تک ان کے بارے میں مذاکرات کرتی رہی مگر کوئی فیصلہ نہ ہو سکا۔ آخر کار مئی ۱۹۱۵ء میں جاپان نے ۴۸ گھنٹے کے اندر مطالبات قبول کرنے کا الٹی میٹم دیا جس سے چینی حکومت خوفزدہ ہو گئی اور جاپان کے مطالبات منظور کر لیے۔

جاپان یہ جانتا تھا کہ یورپی ممالک جنگ میں اس قدر الجھے ہوئے ہیں کہ چین کے معاملات میں کوئی مداخلت نہیں کر سکتے۔ اتحادیوں کو اس نے یہ دھمکی بھی دی تھی کہ اگر اس کی مخالفت کی گئی تو وہ جرمنی کا حلیف بن جائے گا اور اس طرح اس نے نہ صرف شان تنگ بلکہ کئی اہم جزائر پر بھی اپنا قبضہ برطانیہ سے تسلیم کرا لیا تھا۔ اب اس کو اگر اندیشہ تھا تو امریکہ کی طرف سے تھا کیونکہ وہ بھی چین پر اپنا تسلط قائم کرنے کا منصوبہ بنا رہا تھا اور دونوں ملکوں کے مفاد متصادم ہو گئے تھے۔ مگر حالات کے پیش نظر دونوں نے مصالحت کر لینا مناسب خیال کیا۔ چنانچہ نومبر ۱۹۱۷ء میں لان سنگ - اشیئی راضی نامہ ہوا جس کے مطابق امریکہ نے چین کے شمال مغربی علاقوں میں جاپان کے خصوصی حقوق و مفادات کو تسلیم کر لیا۔ یہ علاقے روسی سرحد سے قریب ترین تھے۔ روس میں انقلاب برپا ہو گیا تھا اور امریکہ کی پالیسی یہ تھی کہ یہاں جو آویزش ہو وہ روس اور جاپان میں ہو اور وہ خود اس سے دور رہے۔

سن یات سین کی واپسی اور کومن تانگ کی تنظیم نو

یوان شی کائی کی موت کے بعد سن یات سین وطن واپس آ گیا اور چین کو تباہ کن حالات و مشکلات سے نجات دلانے کے لیے کومن تانگ کی تنظیم نو پر پوری توجہ کی۔ ۱۹۱۲ء کے جمہوری انقلاب کے بعد یہ جماعت بے حد مقبول ہو گئی تھی اور ہر قسم کے لوگ اس میں بڑی تعداد میں شامل ہو گئے تھے جس سے اس کی نوعیت بدل گئی تھی اور اس میں انقلابی جذبہ کمزور پڑ گیا تھا۔ پارٹی

کے بہت سے رہنما اس بات سے مطمئن تھے کہ بادشاہت ختم ہوگئی ہے اور اب وہ صرف یہ چاہتے تھے کہ نظامِ حکومت میں اصلاح کر دی جائے۔ جماعت کی اس حالت سے انقلاب پسند رہنما بہت مایوس ہوئے۔ کیونکہ وہ یہ چاہتے تھے کہ ملک میں اشتراکی نظام نافذ کیا جائے۔ کسانوں، مزدوروں اور محنت کشوں کی حالت بہتر بنائی جائے اور معاشرتی خرابیوں کی اصلاح کے لیے سخت اقدامات کیے جائیں۔ خود سن یات سین کی بھی یہی خواہش تھی کہ پرانی تنظیم کی انقلابی روح برقرار رکھی جائے۔ چنانچہ اس نے یہ اجازت دے دی کہ تنگ منگ ہوتی کلب کے نام سے کومن تانگ کی ایک ذیلی تنظیم قائم کی جائے جو پارٹی کے انقلابی مقاصد کو روبہ عمل لانے کے لیے کام کرے۔ پارٹی کے اس مقصد کو سن یات سین نے ہمیشہ ملحوظ رکھا اور اس کی تنظیم نو کے لیے اس نے "قومی اصول سہ گانہ" کو پارٹی کا نصب العین قرار دیا۔ یہ اصول (۱) قومیت، (۲) جمہوریت اور (۳) معاشی انصاف تھے اور ان کا مقصد یہ تھا کہ چین کو ہر قسم کے بیرونی اثرات سے آزاد اور متحد کر کے جمہوری حکومت اور عدل و انصاف پر مبنی معاشی نظام قائم کیا جائے۔

سن یات سین کا یہ خیال تھا کہ سیاسی اقتدار عوام کو حاصل ہو اور انتظامی اقتدار حکومت کو۔ وہ براہِ راست جمہوری حکومت کا قائل تھا اس لیے اس نے عوام کو حقِ انتخاب کے علاوہ برطرفی، استثنارہ اور مراجعہ کے حقوق کا بھی مستحق قرار دیا۔ اور اس کا یہ بھی نظریہ تھا کہ حکومت کو پانچ قسم کے اختیارات حاصل ہوں۔ یعنی عاملہ، مقننہ اور عدلیہ کے علاوہ عہدہ داروں کا انتخاب کرنے کے لیے حقِ امتحان اور مواخذہ کرنے کے لیے حقِ نگرانی بھی حاصل ہو۔

قومی تعمیر کے زمانہ کو سن یات سین نے تین حصوں میں تقسیم کیا تھا۔ (۱) حربی دور۔ (۲) سیاسی شعور کا دور اور (۳) دستوری حکومت کا دور۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ پہلے دور میں ہر چیز فوجی اغراض کے تابع رہے اور جب امن قائم ہو جائے تو سیاسی شعور پیدا کرنے کے لیے ضروری اصلاحات نافذ کی جائیں اور جب عوام میں اتنا سیاسی شعور پیدا ہو جائے کہ حکومت کی ذمہ داریاں سنبھال سکیں تو قومی جماعت دستور بنائے اور اس کے مطابق حکومت قائم کرے۔

صلح کانفرنس میں چین سے بے انصافی

جنگِ عظیم میں امریکہ اتحادیوں کی پوری مدد کر رہا تھا اور آخر کار جنگ میں اس کی شرکت ہی فیصلہ کن

ثابت ہوتی۔ جاپان بھی ان کا حلیف تھا۔ مگر چین اس جنگ میں شامل نہیں ہوا تھا۔ امریکہ نے چین کو یہ ترغیب دی کہ وہ اتحادیوں کی طرف سے جنگ میں شامل ہو جائے اور یہ ظاہر کیا کہ جنگ کے خاتمے پر جب صلح نامہ تیار ہوگا تو چین کو اس کے حقوق واپس دلانے میں امریکہ پوری مدد کرے گا۔ امریکہ کے صدر ولسن کے ۱۴ نکات سے بھی چین نے بڑی امیدیں وابستہ کیں اور اس توقع پر جنگ میں شامل ہو گیا کہ اس کے اختتام پر اس کو قومی حقوق واپس مل جائیں گے۔

جب پیرس میں صلح کانفرنس منعقد ہوئی تو چین نے یہ مطالبہ کیا کہ چین میں بیرونی اقوام کے حلقہ ہائے اثر ختم کر دیئے جائیں۔ چین سے تمام غیر ملکی فوجیں واپس بلالی جائیں۔ چین میں بیرونی اقوام کے خصوصی حقوق و مراعات ختم کر دیے جائیں۔ چین کے جو علاقے دوسری قوموں کو پٹے پر دیئے گئے ہیں وہ چین کو واپس کیے جائیں۔ تجارتی محاصل عائد کرنے کا جو حق چین سے چھین لیا گیا ہے وہ بحال کیا جائے اور بیرونی اقوام کی تمام تجارتی اشیا پر صرف ۵ فیصد محصول عائد کرنے کی پابندی ختم کر دی جائے اور جاپان نے ۱۹۱۵ء میں جو ۲۱ مطالبات زبردستی منوائے تھے وہ منسوخ کر دیئے جائیں۔

چین کے یہ مطالبے بالکل جائز اور حق و انصاف پر مبنی تھے لیکن صلح کانفرنس میں یہ سب مسترد کر دیے گئے اور اس کے برعکس اس کانفرنس میں جرمنی کے زیر اثر علاقوں اور مفادات پر جاپان کا قبضہ تسلیم کر لیا گیا۔

اتحادیوں کی اس بدعہدی اور بے انصافی کا شدید ردعمل ہوا۔ پورے چین میں ہیجان و اضطراب پھیل گیا اور صلح نامہ کے خلاف زبردست مظاہرے ہونے لگے۔ ۴ رمئی ۱۹۱۹ء کو پیکن میں طلبا نے بہت بڑا جلوس نکالا اور حکومت کے مرکزی دفاتر کے سامنے مظاہرہ کیا۔ حکومت نے تشدد سے کام لیا اور مظاہرین پر گولی چلادی گئی۔ اس کے خلاف سارے ملک میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی۔ مختلف شہروں اور دوسرے مقامات میں طلبا اور عوام نے جلوس نکالے۔ مظاہرے کیے۔ اور کارخانوں کانوں اور ریلوں کے مزدوروں نے ہڑتال کر دی۔ حکومت کے خلاف مظاہرے اتنے شدید ہوگئے کہ وزیروں کو استعفیٰ دینا پڑا اور حکومت یہ اعلان کرنے پر مجبور ہوگئی کہ چین عہدنامہ ورسائی پر دستخط نہیں کرے گا۔ ۴ رمئی کے یہ مظاہرے چینی کمیونسٹ پارٹی کی تاریخ میں خاص اہمیت رکھتے ہیں۔

چین میں اشتمالی تحریک کا آغاز

روس میں کمیونسٹ انقلاب کی کامیابی سے چینی محبان وطن اور بالخصوص انقلاب پسند نوجوان بہت متاثر ہوئے تھے۔ روسی انقلابیوں نے شہنشاہیت کا خاتمہ کر دیا تھا اور انقلاب کے مخالفوں کو جنھیں امریکہ، برطانیہ، فرانس اور جاپان کی فوجی و مالی امداد حاصل تھی شکست دے کر یہ ثابت کر دیا تھا کہ عوام اتنی زبردست طاقت ہیں کہ ان کو کچلا نہیں جا سکتا۔ چینی انقلاب پسندوں کے لیے یہ فیض آفریں مثال تھی اور وہ چین میں بھی روس جیسا انقلاب لانے کے قائل ہو گئے۔ مارکس اور لینن کے نظریات میں ان کے لیے اس بنا پر بڑی کشش تھی کہ وہ ان کو اپنے مسائل کا بہترین حل سمجھنے لگے تھے۔ اس طرح چین میں اشتراکی خیالات کو فروغ ہونے لگا۔ مطلق العنانی، جاگیرداری نظام اور سامراج کے خلاف موثر جدوجہد کرنے کا جذبہ بڑھنے لگا اور کمیونسٹ انقلاب کے لیے راہ ہموار ہونے لگی۔ چنانچہ کارل مارکس کے نظریات کے قائل نوجوانوں نے کمیونسٹ گروپ قائم کرنے شروع کر دیئے۔ پیکن، شنگھائی، ہان کاؤ، چانگ شا، ہانگ چاؤ اور دوسرے کئی مقامات میں کمونسٹوں نے اپنی انجمنیں قائم کر لیں جن کے رہنماؤں میں ماؤزے تنگ، لی تاچاؤ اور تنگ پی وو زیادہ نمایاں تھے۔ ماؤزے تنگ چانگ شا کے گروپ کا رہنما تھا۔ یورپ میں تعلیم پانے والے چینی طلبا نے بھی ایسی ہی انجمن بنالی تھی جس کا قائد چو این لائی تھا۔ ان میں سے ماؤزے تنگ اور چو این لائی آگے چل کر کمونسٹ تحریک کے عظیم ترین رہنما ثابت ہوئے۔

چینی کمونسٹ پارٹی کا قیام

یکم جولائی ۱۹۲۱ء کو شنگھائی میں چینی کمونسٹوں کی پہلی کانگرس منعقد ہوئی جس نے چین کی کمونسٹ پارٹی قائم کی۔ مارکس اور لینن کے نظریات اور اصولوں کے مطابق انقلابی جدوجہد کرنے کا لائحہ عمل مرتب کیا گیا اور یہ طے ہوا کہ محنت کشوں کو منظم کیا جائے۔ مزدور ملکی سیاست میں نمایاں حصہ لیں۔ طبقاتی جدوجہد کو فروغ دیا جائے اور ہڑتال کو تحریک کے موثر حربے کے طور پر استعمال کیا جائے۔ ان فیصلوں کے مطابق چینی کمونسٹ پارٹی قائم کی گئی اور اس نے محنت کش طبقوں کو منظم کرنا شروع کر دیا۔ ماؤزے تنگ نے صوبہ ہونان میں مزدوروں کو منظم کرنے کے لیے بڑی تندہی سے کام کیا۔

مئی ۱۹۲۲ء میں کمیونسٹ پارٹی کی دوسری کانگریس منعقد ہوئی جس میں پارٹی کا منشور منظور کیا گیا۔ اس منشور میں پارٹی کے اہم مقاصد یہ قرار دیے گئے کہ چین میں خانہ جنگی ختم کی جائے۔ فوجی سرداروں کا اقتدار ختم کر کے داخلی امن قائم کیا جائے۔ سامراجی قوموں کے تسلط سے چین کو مکمل طور پر آزاد کرایا جائے۔ قومی آزادی کا تحفظ کیا جائے اور پورے ملک کو متحد کر کے حقیقی معنوں میں جمہوری حکومت قائم کی جائے۔

۱۹۲۳ء میں کمیونسٹ پارٹی کی تیسری کانگریس منعقد کی گئی جس میں یہ طے پایا کہ پارٹی اپنی جدوجہد کو صرف مزدوروں کی تنظیم تک محدود نہ رکھے بلکہ کسانوں کو بھی منظم کرے کیونکہ تمام محنت کش طبقوں کا مشترک محاذ بنا کر ہی کامیابی حاصل کی جا سکتی ہے۔ اس فیصلہ سے کمیونسٹ پارٹی کا دائرۂ عمل بہت وسیع ہو گیا اور اشتمالی تحریک آبادی کے سب سے بڑے طبقے میں پھیلنے لگی۔

کومن تانگ اور کمیونسٹ پارٹی میں تعاون

وطن واپس آنے اور کومن تانگ کی قیادت پھر سنبھال لینے کے بعد سن یات سین کی تمام تر کوشش یہ تھی کہ چین میں خانہ جنگی ختم ہو جائے اور سارے ملک کو متحد کر کے حقیقی معنوں میں جمہوری حکومت قائم کی جائے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے سن یات سین باقاعدہ فوج اور جمہوری حکومت کے حامی فوجی سرداروں سے کام لینا چاہتا تھا اور تمام چینی عوام کو منظم کر کے ان کی اجتماعی طاقت سے کام لینے پر اس نے اب تک توجہ نہ کی تھی۔ روسی انقلاب سے وہ بہت متاثر ہوا تھا اور اس کا بہت حامی تھا۔ چنانچہ وہ اس انقلاب کا اس نظر سے مطالعہ کرنے لگا کہ چین کے مسائل حل کرنے میں اس سے کہاں تک رہبری مل سکتی ہے۔ اس مقصد کے تحت اس نے روس کے انقلابی رہنماؤں سے گہرے روابط قائم کیے اور چینی کمیونسٹوں کو بھی قریب تر لانے کی کوشش کی۔ چنانچہ ۱۹۲۲ء میں کمیونسٹ پارٹی کے لیڈروں سے گفت و شنید کی اور ان لیڈروں نے کومن تانگ سے تعاون کے لیے تجاویز پیش کیں جن کو سن یات سین نے منظور کر لیا۔ ان تجاویز کی روشنی میں کومن تانگ کے منشور میں اہم تبدیلیاں کی گئیں اور سوویٹ روس سے اتحاد، چینی کمیونسٹ پارٹی سے تعاون اور مزدوروں اور کسانوں کی تحریکوں کی حمایت بھی کومن تانگ کے تین اہم اصول بن گئے اور سن یات سین کے اصولِ سہ گانہ کی طرح یہ اصول بھی کومن تانگ کے مقاصد میں شامل ہو گئے۔

کومن تانگ کے لائحہ عمل میں اس اہم تبدیلی کے بعد کمونسٹ پارٹی کومن تانگ سے پوری طرح تعاون کرنے لگی اور کومن تانگ میں انقلابی رجحانات قوی تر ہوتے گئے ۔ چنانچہ جنوری ۱۹۲۴ء میں کومن تانگ کی پہلی قومی کانگریس منعقد کی گئی تو اس میں گزشتہ بارہ سال میں کومن تانگ کی غلطیوں کا تنقیدی جائزہ لیا گیا۔ سامراجی دول سے غیر مساوی معاہدوں کو منسوخ قرار دیا گیا اور مزدوروں اور کسانوں کی انجمنوں اور ان کے حقوق کو تسلیم کیا گیا اور سن یات سین کے اصولِ سہ گانہ اور کمونسٹ پارٹی سے طے کردہ تین اصولوں کو کومن تانگ کے منشور کی اساس بنا دیا گیا۔

سن یات سین کی وفات

پیکن کی حکومت نہایت کمزور تھی اور بیرونی اقوام کے زیر اثر کام کر رہی تھی۔ شمالی چین کے مختلف علاقوں میں طاقتور فوجی سرداروں نے اپنا اقتدار قائم کر لیا تھا اور ان کی باہمی رقابت اور کشمکش کی وجہ سے خانہ جنگی کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ کنیٹون میں انقلابی حکومت قائم کی گئی تھی اور یہ شہر قوم پرستوں، مزدوروں اور کسانوں کی تحریکوں کا مرکز بن گیا۔ انقلابی حکومت قومی اتحاد کے لیے کوشاں تھی اور ملک کے مختلف حصوں میں اس کی حمایت کی جا رہی تھی۔ آخر کار پیکن کی حکومت بھی اس تجویز کو قبول کرنے پر مجبور ہو گئی کہ قومی اتحاد اور متحدہ جمہوری مملکت کے قیام کے پرامن ذرائع تلاش کرنے کے لیے ایک کانفرنس منعقد کی جائے۔ چنانچہ اس کانفرنس میں شرکت کے لیے سن یات سین بھی پیکن روانہ ہوا اور راستہ میں ہر جگہ لوگوں نے اس کا نہایت پُرجوش خیر مقدم کیا۔ پیکن میں سن یات سین نے اس بات پر بہت زور دیا کہ ایک قومی اسمبلی جمہوری طریقہ پر منتخب کی جائے اور یہ اسمبلی پورے چین کو ایک متحدہ جمہوری مملکت بنانے کی موثر تدابیر اختیار کرے۔ اس تجویز کو قبول کرنے میں پیکن کی حکومت پس و پیش کر رہی تھی اس لیے فیصلہ کرنے میں تاخیر ہوئی۔ اسی دوران میں سن یات سین بہت بیمار ہوا اور ۱۲ مارچ ۱۹۲۵ء کو انتقال کر گیا۔ سن یات سین کی وفات سے چین کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچا اور قومی اتحاد کے حصول اور جمہوری انقلاب کی تکمیل کی راہ میں ایسی زبردست مشکلات حائل ہو گئیں جن پر قابو پانے کے لیے محب وطن رہنماؤں کو نہایت شدید اور بہت ہی طویل جد و جہد کرنی پڑی ۔

(باقی آئندہ)